02726

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام درجِ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ہمارے ملک میں شافعی المسلک حضرات زیادہ ہیں اور بعض دفعہ تبلیغ کے حوالے سے یا عام سفر کے حوالے سے ان کے علاقے میں جانا ہوتا ہے اور وہاں کے کل یا اکثر مساجد کا امام شافعی المسلک ہے، لہٰذا یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ کیا حنفی مقلد کو شافعی المسلک امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ طہارت کے مسائل اور نواقض وضوء وغیرہ میں ہمارے ان سے اختلاف ہے؟

(۲) کیا شافعی المسلک کے علاقے میں ان کے ساتھ مثل اول ہی میں عصر نماز پڑھ سکتا ہے کیونکہ ان کے مساجد میں عصر کی نماز مثل اول ہی میں پڑھی جاتی ہے؟

(۳) اگر شافعی المسلک حضرات کا علاقہ ایسا ہو کہ حنفی مسلک کے مطاطق وہاں جمعہ کی نماز نہیں ہو سکتی یعنی وہ علاقہ نہ شہر ہے نہ فناء شہر میں داخل ہے یا نہ بڑا گاؤں میں۔ تو کیا حنفی مقلد کے لئے ان کی اقتداء میں جمعہ پڑھنا جائز ہے؟ کیونکہ وہاں کوئی حنفی مسجد نہیں،

(۴) پانچوں نمازوں کے بعد امام اور مقتدی کا بالجہر اجتماعی دعا کرنا کیسا ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ نمازوں کے بعد اجتماعی دعا کرنا حدیث سے ثابت نہیں، اور بعض لوگ امام کے ساتھ دعا کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں اور امام کے بغیر دعا نہیں کرتے، لہٰذا نمازوں کے بعد دعا کی شرعی حیثیت کیا ہے، تفصیل درکار ہے۔

(۵) دعا کے بعد دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرنا کونسی حدیث سے ثابت ہے

(۶) سلام کرتے کے وقت مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہیے یا صرف ایک ہاتھ سے؟

(۷) ہمارے مساجد میں جمعہ کی نماز کے بعد بلند آواز سے اور دیر تک دعا کی جاتی ہے جس کی وجہ سے بعض دفعہ اگر کسی کو سنت پڑھنی ہو تو نہیں پڑھ سکتے کیونکہ دعا کی آواز کی وجہ سے نماز میں خلل ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں امام کو کس طریقہ سے دعا کرنی چاہئے؟

سائل: محمد ایوب تھالینڈی

متعلم: تخصص فی الدعوی سال اول

فون نمبر: ۰۳۴۸۶۴۸۳۵۱۴

دار الافتاء
فتوی نمبر ۲۷/۱۶۱
مورخہ

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدا ومصليا

(۱)۔۔۔اگر شافعی امام مسائلِ طہارت،اور فرائض(یعنی شروط وارکان) نماز میں حنفی مسلک کی رعایت کرتا ہو تو اس کی اقتداء میں نماز بلا کراہت درست ہے،اور اگر مسائل طہارت اور فرائض نماز میں حنفی مسلک کی رعایت نہ کرتا ہو تو اس کی اقتداء درست نہیں،اور اگر فرائض میں رعایت کرتا ہو لیکن واجبات و سنن میں حنفی مسلک کی رعایت نہ کرتا ہو یا یہ معلوم نہ ہو کہ حنفی مسلک کی رعایت کرتا ہے یا نہیں تو ایسی صورت میں اگر اپنے مسلک کا امام میسّر نہ ہو تو اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے کہ شافعی امام کی اقتداء میں ہی نماز پڑھی جائے تا کہ جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے۔(ماخذۂ التبویب:۱۷۰۹/۹۰)

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۱/ ۵۶۳)

وظاهر كلام شرح المنية أيضا حيث قال: وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدي عليه الإجماع، إنما اختلف في الكراهة. اهـ فقيد بالمفسد دون غيره كما ترى. وفي رسالة [الاهتداء في الاقتداء] لمنلا علي القارئ: ذهب عامة مشايخنا إلى الجواز إذا كان يحتاط في موضع الخلاف وإلا فلا.....وبحث المحشي أنه إن علم أنه راعى في الفروض والواجبات والسنن فلا كراهة، وإن علم تركها في الثلاثة لم يصح، وإن لم يدر شيئا كره لأن بعض ما يجب تركه عندنا يسن فعله عنده فالظاهر أن يفعله وإن علم تركها في الأخيرين فقط ينبغي أن يكره لأنه إذا كره عند احتمال ترك الواجب فعند تحققه بالأولى، وإن علم تركها في الثالث فقط ينبغي أن يقتدي به لأن الجماعة واجبة فتقدم على تركه كراهة التنزيه اه وسبقه إلى نحو ذلك العلامة البيري في رسالته، حيث ادعى أن الانفراد أفضل من الاقتداء به قال: إذ لا ريب أنه يأتي في صلاته بما تجب الإعادة به عندنا أو تستحب.....فتحصل أن الاقتداء بالمخالف المراعي في الفرائض أفضل من الانفراد إذ لم يجد غيره،

(۲)۔۔۔حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے راجح قول کے مطابق عصر کا وقت مثلِ ثانی کے بعد ہے،لہٰذا صورتِ مسئولہ میں حتی الامکان مثلِ ثانی ہونے کے بعد ہی جماعت سے نماز پڑھنی چاہیے،لیکن اگر مذکورہ علاقہ میں فقہ حنفی کے مطابق مسجدوں میں عصر کی نماز باجماعت مثلِ ثانی کے بعد نہ ہوتی ہو بلکہ مثلِ اول کے بعد ہوتی ہو تو چونکہ مسجد کی جماعت کی بہت فضیلت آئی ہے اس لئے مجبوری کی حالت میں عصر کی

Scanned by CamScanner

نماز مثلِ اول ہونے کے بعد جماعت کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے۔کیوں کہ ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے ساتھ احناف میں سے حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک بھی مثل اول میں عصر کی نماز پڑھنا جائز ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ایک روایت یہ بھی ہے،لہذا ایسی صورت میں مثل ثانی میں اکیلے پڑھنے کے بجائے مثلِ اول ہی میں باجماعت شافعی حضرات کی مسجد میں نماز پڑھ لینی چاہئے۔(ماخذہٗ التبویب:۱۶۸۳/۳۳)

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (۱ / ۳۵۹)

(ووقت الظهر من زواله) أي ميل ذكاء عن كبد السماء (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله، وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة--(قوله: إلى بلوغ الظل مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الإمام نهاية، وهو الصحيح بدائع ومحيط وينابيع، وهو المختار غياثية واختاره الإمام المحبوبي وعول عليه النسفي وصدر الشريعة تصحيح قاسم واختاره أصحاب المتون، وارتضاه الشارحون، فقول الطحاوي وبقولهما نأخذ لا يدل على أنه المذهب، وما في الفيض من أنه يفتى بقولهما في العصر والعشاء مسلم في العشاء فقط على ما فيه، وتمامه في البحر.

(قوله: وعنه) أي عن الإمام ح. وفي رواية عنه أيضا أنه بالمثل يخرج وقت الظهر ولا يدخل وقت العصر إلا بالمثلين ذكرها الزيلعي وغيره، وعليها فما بين المثل والمثلين وقت مهمل.

(۳)۔۔۔صورتِ مسئولہ میں حنفی مقلد کے لئے شافعی امام کی اقتداء میں جمعہ کی نماز ادا کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ احناف کے نزدیک جمعہ صحیح ہونے کے لئے شہر یا فناء شہر یا بڑا گاؤں کا ہونا ضروری ہے لہذا مذکورہ حنفی مقلد کو چاہیے کہ وہ تنہا ظہر کی نماز ادا کرلے۔

فى مصنف ابن أبي شيبة: (ج ۲ / ص ۱۰۱)

عن أبي عبد الرحمن ، قال : قال علي : لا جمعة ، ولا تشريق إلا في مصر جامع.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۲/ ۱۳۷)

(ويشترط لصحتها) سبعة أشياء:

الأول: (المصر وهو ما لا يسع أكبر مساجده أهله المكلفين بها)............(أو فناؤه) بكسر الفاء (وهو ما) حوله (اتصل به) أو لا كما حرره ابن الكمال وغيره (لأجل مصالحه) كدفن الموتى وركض الخيل والمختار للفتوى تقديره بفرسخ ذكره الولوالجي.

حاشية ابن عابدين – (ج ۲ / ص ۱۳۸):

لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

(۴)---پہلے یہ بات واضح رہے کہ فرض نمازوں کے بعد نفس دعا کرنا نبی کریم ﷺ سے بہت ساری احادیث سے ثابت ہے، جن سے امام، مقتدی اور منفرد سب کے واسطے فرض نماز کے بعد دعا کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے، اور جب ان سب کیلئے یہ دعا سنت ہے تو فرائض کے بعد امام و مقتدی جب اس سنت پر عمل کرتے ہوئے دعا کریں گے تو ضمناً خود بخود اجتماع ہو جائے گا، لیکن یہ اجتماع ایک ضمنی چیز ہے اور جائز ہے، اس کیلئے الگ سے صریح اور مستقل ثبوت کا ہونا ضروری نہیں۔

البتہ یہ دعا آہستہ اور چپکے چپکے مانگنا افضل ہے کیونکہ قرآن و سنت میں اس کی زیادہ ترغیب دی گئی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: {ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً} [الأعراف: ۵۵] ترجمہ: "تم اپنے پروردگار کو عاجزی کے ساتھ چپکے چپکے پکارا کرو"، لہٰذا عام عادت اسی کے مطابق رکھنی چاہیے، اور اگر کبھی کبھی امام بلند آواز سے دعا کرے اور مقتدی اس پر آمین کہیں تو تعلیماً یہ بھی جائز ہے، لیکن واضح رہے کہ فرائض کے بعد مذکورہ دعا کا درجہ تفصیل بالا کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ سنتِ مستحبہ ہے، لہٰذا اس دعا کو اسی درجہ میں رکھتے ہوئے عمل کرنا چاہئے۔

بعض لوگ اس دعا کو فرض و واجب کی طرح ضروری سمجھتے ہیں اور اسی درجہ میں اس پر عمل کرتے ہیں سو یہ واجب الترک ہے، اسی طرح بعض لوگ اس کا التزام کرتے ہیں کہ امام اور مقتدی سب مل کر ہی دعا کریں، ابتداء بھی ساتھ ہو اور انتہا بھی ساتھ ہو جیسا کہ بعض مساجد میں دیکھا جاتا ہے تو اس کو ترک کرنا ضروری ہے، کیونکہ اس التزام کا نتیجہ یہ ہے کہ مقتدی حضرات امام کی دعا کا انتظار کرتے رہتے ہیں، کوئی مقتدی امام کی دعا سے پہلے اپنی دعا نہیں کر سکتا، ورنہ لوگ اس پر طعن کرتے ہیں اور اس کے اس عمل کو معیوب سمجھتے ہیں، حالانکہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ اس دعا میں اجتماع اصل مقصود نہیں بلکہ وہ ایک ضمنی چیز ہے، لہٰذا تابع کو اصل دعا کے درجہ سے آگے بڑھانا بھی درست نہیں، جتنی دیر چاہے امام دعا کرے اور جتنی دیر چاہے مقتدی دعا مانگے، دونوں ایک دوسرے کے تابع نہیں ہیں مقتدی کو اختیار ہے کہ اپنی مختصر دعا مانگ کر چلا جائے اور چاہے امام کے ساتھ دعا ختم کرے اور چاہے امام کی دعا سے زیادہ دیر تک دعا کرتا رہے، ہر طرح جائز ہے اور ہر طرح فرائض کے بعد یہ سنتِ مستحبہ ادا ہو جاتی ہے (ماخذۂ تبویب: ۹/۹۹۲)

سنن أبي داود (۲ / ۸۳)

عن علي بن أبي طالب، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا سلم من الصلاة، قال: «اللهم اغفر لي ما قدمت وما أخرت، وما أسررت وما أعلنت، وما أسرفت وما أنت أعلم به مني، أنت المقدم وأنت المؤخر، لا إله إلا أنت»

Scanned by CamScanner

سنن الترمذي (٥ / ٥٢٦)

عن أبي أمامة، قال: [ص: قيل يا رسول الله: أي الدعاء أسمع؟ قال: «جوف الليل الآخر، ودبر الصلوات المكتوبات» .: هذا حديث حسن.

(۵)۔۔۔دعا کے بعد دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرنا درج ذیل احادیث سے ثابت ہے۔

سنن الترمذي (٥/ ٤٦٤)

عن عمر بن الخطاب، قال: «كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع يديه في الدعاء، لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه»

مشكاة المصابيح (٢/ ٦٩٤)

وفي رواية ابن عباس قال: «سلوا الله ببطون أكفكم ولا تسألوه بظهورها فإذا فرغتم فامسحوا بها وجوهكم». رواه داود

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (٤/ ١٥٣٢)

" فإذا فرغتم ": أي من الدعاء " فامسحوا ": أي: بأكفكم (وجوهكم) فإنها تنزل عليها آثار الرحمة فتصل بركتها إليها، قال ابن حجر: رأيت ذلك في حديث وهو، الإفاضة عليه مما أعطاه الله تعالى تفاؤلا بتحقق الإجابة، وقول ابن عبد السلام: لا يسن مسح الوجه بهما ضعيف، إذ ضعف حديث المسح لا يؤثر لما تقرر أن الضعيف حجة في الفضائل اتفاقا اهـ. وفيه أن الجزري عد في الحصن من جملة آداب الدعاء مسح وجهه بيديه بعد فراغه، وأسنده إلى أبي داود، والترمذي، وابن ماجه، وابن حبان، والحاكم في مستدركه

(۶)۔۔۔سلام کے وقت دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا بھی جائز ہے اور ایک ہاتھ سے بھی، البتہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا بہتر ہے۔

صحيح البخاري (٨/ ٥٩)

سمعت ابن مسعود، يقول: علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكفي بين كفيه، التشهد

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٣٨١)

(قوله وتمامه إلخ) ونصه: وهي إلصاق صفحة الكف بالكف وإقبال الوجه بالوجه فأخذ الأصابع ليس بمصافحة خلافا للروافض، والسنة أن تكون بكلتا يديه

(۷)۔۔۔جمعہ کی نماز کے بعد افضل یہ ہے کہ آہستہ دعا کی جائے، تاہم مسنون دعاؤں کی تعلیم کی غرض سے اگر امام صاحب کبھی کبھار بآواز بلند دعا کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس کو ہمیشہ کے لئے معمول بنانا یا اتنی دیر تک دعا کرنا جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو، درست نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner

البحر الرائق، دارالكتاب الاسلامي (٢/ ٤٦)

لقوله تعالى {ادعوا ربكم تضرعا وخفية} [الأعراف: ٥٥] وقول النبي - صلى الله عليه وسلم - «خير الدعاء الخفي» وهو مروي في صحيح ابن حبان وفصل بعضهم بين أن يكون القوم لا يعلمونه فالأفضل للأم الجهر ليتعلموا وإلا فالإخفاء أفضل كما في الذخيرة ومن اختار الجهر به أن يكون دون جهر القراءة كما في منية المصلي.

والله اعلم بالصواب

محمد حسن تھائی لینڈی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

٦/ صفر/ ١٤٣٧ھ

٧/ نومبر/ ٢٠١٦ء

الجواب صحیح

بندہ عبدالرؤف سکھروی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

٦/ صفر/ ١٤٣٨ھ

مفتی

الجواب صحیح

٩/ ٢/ ١٤٣٨ھ

دار الافتاء

الجواب صحیح

١٤٣٨/٢/٩

Scanned by CamScanner